Barnebøker for Norge

barneboker.no

وہ دن جب میں   نے شہر کے لیے گھر چھوڑا

Skrevet av: Lesley Koyi, Ursula Nafula
Illustret av: Brian Wambi
Oversatt av: Samrina Sana

Denne fortellingen kommer fra African Storybook (africanstorybook.org) og er videreformidlet av Barnebøker for Norge (barneboker.no), som tilbyr barnebøker på mange språk som snakkes i Norge.

Dette verket er lisensiert under en Creative Commons
Navngivelse 4.0 Internasjonal Lisens.
https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/deed.no

وہ دن جب میں   نے شہر کے لیے گھر چھوڑا

Lesley Koyi, Ursula Nafula
Brian Wambi
Samrina Sana
urdu
nivå 3

(uten bilder)

یرے گاوں کا چھوٹا سا بس سٹاپ لوگوں اور بھری ہوئی
بسوں میں مصروف تھا۔ زمین پر رکھنے کے لیے اور
بھی سامان موجود تھا۔ کنڈکٹر اُن جگہوں کا نام چلا کر بتا
رہے تھے کہ بسیں کہاں جا رہی ہیں۔

واپس جا نے والی بس تیزی سے بھر رہی تھی۔ جلد ہی
وہ مشرق کا راستہ اختیار کر لے گی۔ یرے لیے اب
سب سے ضروری کام اپنے چچا کے گھر کو ڈھونڈنا
تھا۔

شہر! شہر! مغرب کی جانب! میں نے ایک کنڈکٹر کو
چلا تے ہو ئے سُنا۔ یہ وہی بس تھی جو میں نے پکڑنی
تھی۔

نو گھنٹوں بعد میں گاؤں کے لیے واپس جا نے والی
لگائی گئی آوازوں کے شور سے نیند سے بیدار ہوا۔
میں نے اپنا چھوٹا سا بیگ دبوچا اور بس سے باہر چھلانگ
لگا دی۔

شہر کی بس تقریباً بھر چکی تھی لیکن مزید لوگ اندر جا نے
کے لیے ایک دوسرے کو دھکا دے ر ہے تھے۔
کچھ لوگوں نے اپنا سامان بس کے نیچے رکھا باقیوں
نے اپنا سامان اندر بنے خانوں میں رکھ دیا۔

راستے میں، میں نے اُس جگہ کا نام یاد کیا جہاں بڑے
شہر میں میرے چچا رہتے ہیں۔ میں ابھی بھی اُ سے بڑبڑا
رہا تھا جب میری آنکھ لگی۔

نئے مسافروں نے اپنے ٹکٹ ہاتھوں میں دبا ئے اور بھری ہوئی بس کا کوئی خالی کونا اپنے لیے ڈھونڈ نے لگے جہاں وہ بیٹھ سکیں۔ عورتوں اور چھو ٹے بچوں نے اُنہیں لمبے سفر کے لیے سکون پہنچایا۔

لیکن میرا دماغ گھر کی طرف جھکا۔ کیا میری ماں محفوظ ہوگی؟ کیا میرے خرگوش کوئی پیسہ لا سکیں گے؟ کیا میرا بھائی میرے چھو ٹے پودوں کو پانی دے گا؟

میں آگے جا کر ایک کھڑکی کے پاس بیٹھا۔ میرے
آگے بیٹھے آدمی نے سبز رنگ کا ایک پلاسٹک کا تھیلا
اپنے ہاتھوں میں دبا رکھا تھا۔ اُس نے پرانے جوتے
پہنے تھے، ایک پھٹا ہوا کوٹ اور وہ کافی پریشان
دکھائی دے رہا تھا۔

سفر کے دوران، بس کے اندر گرمی کی شدت اور بڑھ
گئی۔ میں نے نیند کی امید کرتے ہوئے اپنی آنکھوں کو
بند کر لیا۔

میں نے بس سے باہر دیکھا اور مجھے اس بات کا احساس ہوا کہ میں اپنا گاؤں چھوڑ کر جا رہا ہوں، وہ جگہ جہاں میں بڑا ہوا۔ میں ایک بڑے شہر جا رہا تھا۔

جیسے ہی بس، بس سٹاپ سے نکلی میں نے کھڑکی سے باہر جھانکا، میں نے سوچا کہ کیا کبھی میں دوبارہ گاؤں واپس آپاؤں گا۔

سامان مکمل ہو چکا تھا اور مسافروں نے اپنی اپنی جگہ
لے لی تھی۔ سامان بیچنے والے ابھی بھی دھکا دے
کر بس کے اندر اپنا سامان بیچنے کی کوشش کر رہے
تھے۔ ہر کوئی چلا رہا تھا جو چیز اُس کے پاس بیچنے
کے لیے موجود تھی۔ اُن کے الفاظ میرے لیے
مزاحیہ تھے۔

سامان بیچنے والے ایک دوسرے کو دھکے دیتے
ہوئے بس سے باہر نکلے۔ کچھ نے مسافروں کو
بھگایا دیا جبکہ باقیوں نے آخری وقت میں اپنی چیزیں بیچنے
کی کوشش کی۔

چند مسافروں نے مشروب خریدے باقیوں نے
کھانے والی چیزیں اور اُنہیں چبانا شروع ہو گئے۔ وہ
لوگ جن کے پاس میری طرح پیسہ نہیں تھا صرف
دیکھتے رہے۔

یہ سرگرمیاں بس کے مسلسل ہارن کی وجہ سے متاثر ہو
رہی تھیں لیکن یہ ایک نشانی بھی تھی کہ ہم جانے کے
لیے تیار ہیں۔ کنڈکٹر سامان بیچنے والوں پر بہت زور
سے چلایا کہ وہ باہر چلے جائیں۔